داڑھی

مؤلف:

ثقۃ الاسلام
مولانا انیس الحسنین رضوی
اعلی اللہ مقامہ

ناشر
محمد امین مرچنٹ
وکیل آیت......العظمیٰ سید علی حسینی السیستانی دام ظلہ العالی

داڑھی

مصنف

مولانا انیس الحسنین رضوی

سلسلہ تربیت اسلامی نمبر 53

WITH COMPLEMENTS
From
MOHAMMAD AMIN MERCHANT

ناشر

محمد امین مرچنٹ

وکیل آیت اللہ العظمیٰ السید علی حسینی السیستانی مدظلہ العالی

نام کتاب : داڑھی

مصنف : مولانا انیس الحسنین رضوی

ہدیہ اعزازی

محمد علی الیف مرچنٹ

سلسلہ تربیت اسلامی نمبر 53

کمپوزنگ، ڈیزائننگ	ملک علیم علی
صفحات	48
تعداد	1000
مطبع	امیہ اکیڈمی
طبع اول	ستمبر 2013

ناشر

محمد امین مرچنٹ

وکیل آیت اللہ العظمیٰ السید علی حسینی السیستانی مدظلہ العالی

JM35 G-1، روز گارڈن، برگری روڈ، نزد نشتر پارک، سولجر بازار، کراچی۔

فون نمبرز: 3225433, 3225245, 0332-2462351, 0333-3551594

عرض ناشر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی ھدانا والصلوٰۃ علیٰ مولانا محمد المصطفیٰ

و علیٰ المرتضیٰ و فاطمۃ الزھرا والحسن

والحسین سیدی شباب اھل الجنۃ.

اما بعد:

جب ہم نے تربیت اسلامی کے تحت کتابیں شائع کرنا شروع کیں۔ تو ہمارے پیش نظر یہ بات تھی کہ لوگ اگرچہ نمازیں پڑھتے ہیں روزے رکھتے ہیں حج کرتے ہیں۔ اسکے باوجود ہمارے معاشرے میں اس قدر برائیاں کیوں پھیلی ہوئی ہیں۔

اکثریت جھوٹ بولتی ہے منافقت عام ہے۔ امانت میں خیانت ہر جگہ موجود ہے رشوت کو لے کر اسے اپنی آمدنی ظاہر کیا جاتا ہے۔ غرض یہ کہ ہر قسم کا گناہ کبیرہ موجود ہے ہمارا ملک اس وقت کرپشن میں دنیا کے ساتویں نمبر پر ہے۔ ہماری اخلاقی اقدار گر چکی ہیں۔

کوئی لڑکی گلی سے نکلے تو گلی کے کونے پر اور جگہ جگہ لڑکے بلکہ ادھیڑ عمر کے لوگ اسے گھورتے ہیں اور طرح طرح کی آوازیں کستے ہیں یہ اسلامی جمہوریہ پاکستان ہے۔

ذخیرہ اندوزی کم تولنا ضرورت سے زیادہ منافع لینا۔ غرض ان برائیوں پر مکمل کتاب لکھی جا سکتی ہے۔ ہم اھدنا الصراط المستقیم روز کئی بار پڑھتے ہیں لیکن کیا ہم سیدھے راستے پر ہیں۔

اس سلسلے میں امام زین العابدینؑ کے دو واقعات مختصراً پیش کرونگا ایک شخص امامؑ

کے پاس آیا اور عرض کی۔ مولا مجھے یہ کیسے پتا چلے کہ میری نمازیں قبول ہوتی ہیں امامؑ نے فرمایا اگر تمہارے کردار میں بہتری آرہی ہے تو سمجھ لو کہ تمہاری نمازیں قبول ہورہی ہیں۔

دوسرا واقعہ امامؑ ایک بار حج پر گئے حج میں بہت لوگ تھے آپ کے ایک صحابی نے کہا کہ مولا آج تو بڑی رونق ہے امام نے دو انگلیاں اٹھائیں اور فرمایا کہ ان میں دیکھو تو کسی کا سر کتے کا کسی کا سر سور کا کسی کا بندر کا غرض کا تقریباً لوگوں کا سر کسی نہ کسی جانور کا تھا۔

کیا ان دونوں واقعات سے یہ بات عیاں نہیں ہوتی کہ ہم میں سے اکثر لوگ عبادتیں رسمًا یا P.R. کے لئے ادا کرتے ہیں۔

دراصل ہمیں دل سے آخرت پر یقین نہیں اگر ہم دل سے آخرت پر یقین رکھتے ہوں تو کون برائیاں کرنے کی ہمت کرے گا۔

سو ہم نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر کتابیں لکھنے کا سلسلہ شروع کیا تاکہ گناہ کبیرہ جو وہ کر رہے ہیں انکا قرآن مجید اور اقوال معصومینؑ پڑھ کر احساس ہو۔ اور ہم لوگ راہ راست پر آسکیں۔

"داڑھی" اس سلسلے کی 53 ویں کتاب ہے اس کے مولف مولانا انیس الحسنین رضوی ہیں۔

آخر میں صرف ایک بات عرض کروں گا کہ ان کتابچوں کی زبان آسان رکھنے کی کوشش کی گئی ہے تاکہ اسے ہر خاص و عام پڑھ سکے اور اس سے استفادہ حاصل کر سکے۔

والسلام

محمد امین مرچنٹ

حضرت آیت اللہ السید ابن الحسن الرضوی آل باقر العلوم

کا پیغام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله رب العالمين والصلوٰة والسلام علىٰ خير خلقه محمدٌ وآله الطيبين الطاهرين ولعنة الله علىٰ اعدائهم اجمعين

اما بعد

جناب مستطاب تقدس مآب حجۃ الاسلام والمسلمین مولانا سید انیس الحسنین صاحب اعلی اللہ مقامہ کی تالیف حرمت حلق لحیہ کے متعلق نظر قاصر سے گزری۔

مولف کا نام ہی صحت کتاب کی ضمانت ہے۔ کتاب اگرچہ مختصر ہے لیکن عقلی و شرعی دلائل کے اعتبار سے اتنی جامع اور مدلل کتاب ہے جس کے بعد کسی مسلمان شخص کیلئے کسی عذر یا شک وشبہ کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔

آیت اللہ العظمٰی سرکار نجم العلماء، (اعلی اللہ مقامہ) کے افادات عالیہ بھی اس کتاب میں شامل ہیں جس نے کتاب کی وقعت و افادیت میں اضافہ کر دیا ہے۔ خداوند عالم مؤلف مرحوم کے درجات کو بلند فرمائے۔

آپ کے فرزند ارجمند خطیب اہل بیتؑ مولانا سید حیدر حسین حسینی دامت فضلہم قابل مبارکباد ہیں کہ جنہوں نے اپنے والد بزرگوار کی اس نادر تالیف کی اشاعت کا بیڑا اُٹھایا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس خدمت کو قبول فرمائے اور اہل ایمان کو اقوال و سیرت ائمہ طاہرین علیہم السلام پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

والسلام

سید ابن حسن الرضوی آل باقر العلوم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ از: حضرت علامہ سید رضی جعفر نقوی دامت برکاتہ

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علیٰ سیدنا و نبینا ابی القاسم محمدؐ والہ الطیبین الطاہرین المعصومین .....و لعنۃ اللہ علیٰ اعدائھم اجمعین

امابعد

سرکار والقدس مآب عالی جناب مولانا سید انیس الحسنین صاحب اعلی اللہ مقامہ ملت جعفریہ ان منفرد اور ممتاز شخصیتوں میں سے ہیں جن کا زہد و تقویٰ اور پارسائیو پرہیزگاری زبان زدعام و خاص ہے۔

اور رضویہ سوسائٹی جیسی مومنین کی عظیم الشان بستی آپ ہی کی مساعی جمیلہ کی مرہون منت ہے جو آپ کے اخلاص وللہیت کا جیتا جاگتا ثبوت ہے۔

سرکار موصوف نے "داڑھی" جیسے اہم موضوع پر زیر نظر کتاب تصنیف فرما کر قوم وملت کی نہایت اہم ضرورت کی تکمیل فرمائی تھی۔ کیونکہ یہ ایک ایسا اہم دینی فریضہ ہے جو مسلسل لوگوں کے شکوک وشبہات کا مرکز بنا رہا۔

چونکہ برادران اہل سنت کی بعض کتابوں میں اسے سنت رسولؐ کے نام سے یاد کیا گیا ہے اور ہمارے اہل سنت بھائی اسے عام طور پر سنت ہی کہتے ہیں، جس کی بناء پر اہل ایمان میں بھی یہ غلط فہمی پیدا ہوگئی ہے کہ جب داڑھی رکھنا سنت ہے تو منڈانا شاید صرف ایک ثواب سے محروم ہونا ہے حالانکہ خود برادران اہل سنت کے بعض علمائے کرام کی طرف سے، جامعۃ الازھر کے حوالے سے یہ فتویٰ بھی ملک اور بیرون ملک کے اخبارات میں شائع ہو چکا ہے کہ "داڑھی منڈانا گناہ کبیرہ ہے اور ایسے شخص کی گواہی قابل قبول نہیں ہے۔"

اور ملت جعفریہ کے تمام علماء و مجتہدین نے ہر دور میں داڑھی کے وجوب کا ہی

فتویٰ دیا ہے۔ چاہے وہ زمانہ گزشتہ کے تحقیق پسند علمائے کرام ہوں یا آج کے مشہور و معروف مجتہدین جن کی ساری دنیا میں تقلید کی جاتی ہے اور جو اپنی پوری زندگی علوم محمدؐ و آل محمدؐ کے دریائے ناپیدا کنار میں شناوری میں گذارتے ہیں۔۔۔ان میں کوئی ایسا مجتہد نہیں ہے جو داڑھی منڈانا حرام نہ سمجھتا ہو۔

لیکن افسوس۔۔۔۔۔انگریز کی غلامی ہم پر اس قدر اثر انداز ہو چکی ہے کہ بہت سے ایسے حضرات جو نماز روزے اور دیگر احکام شریعت کی کافی حد تک پابندی کرتے ہیں، داڑھی کی مسئلہ کو گویا دینی فریضہ ہی نہیں سمجھتے۔۔۔۔۔شاید یہ کہنا زیادہ درست ہوگا کہ جس طرح بیشتر عورتوں نے پردے کی پابندی کو گویا رسوم و رواج سے ہی باہر کر دیا۔ اسی طرح مردوں نے بھی یہ روش اپنالی کہ مالک دو جہان نے جس چیز کو زینت آدم قرار دیا تھا اسے Out of Fashion قرار دے کر اپنی عملی زندگی سے بالکل دور کر دیا جس کے نتیجے میں بیشتر مردوں کی کیفیت یہ ہے کہ وہ اپنے دن کا آغاز ذکر خدا و تلاوت کے بجائے اس صریح گناہ سے کرتے ہیں جس کے بعد وہ خدا و رسولؐ کے نزدیک ایسے مجرم قرار پائے ہیں کہ کسی بھی مسئلہ میں ان کی گواہی قابل قبول نہیں رہتی۔

سرکار تقدس ماب عالی جناب مولانا سید انیس الحسنین صاحب اعلی اللہ مقامہ کے گرامی مرتبت فرزند عالی جناب خطیب اہل بیت مولانا حیدر حسین حسینی دام مجدہ نے اپنے جذبہ اخلاص کی بناء پر اپنے والد ماجد کی اس گراں قدر تالیف کو اہل ایمان کے استفادہ کے لئے پیش کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ میری دعا ہے کہ پاک پروردگار اس خدمت کو قبول فرمائے اور زیادہ سے زیادہ مومنین کو اس سے فیض حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

احقر

رضی جعفر نقوی

ملک کے نامور شعرائے کرام کے گلہائے عقیدت

نسیم امروہوی

عالم با عمل و زاہد و مرتاض و فقیہ　　واعظ ملت بیضائے رسول ثقلین
لکھنؤ کے حرم علم و تعلم کے چراغ　　خاک امروہہ کے فخراب وجد نور العین
دار فانی سے اٹھے دار بقا میں پہنچے　　لے کے اک قافلہ حسن صفات دارین
کل بیاسی برس ازراہ سنین ہجری　　سیر ہستی میں گذارے بہ مولات حسینؑ
آئے تھے پندرہ شعبان کو سولہ کو چلے　　فصل اتنا سا ہے بس آمد و شد کے مابین
علم وہ جس پہ ہے نجم العلماء کی توشیح　　وہ عمل جس کے ہیں دو شاہد عینی کونین
ہند کے مرکز تبلیغ نے قبل از تقسیم　　ان کو بھیجا تھا کراچی میں بصد زینت و زین
ان کی خدمت نے یہاں دین کو بخشا یہ رواج　　فرض تو فرض ہوا عام شعور عیدین
سندھ کالج میں دیا نصف صدی دین کا درس　　ان کے شاگرد ہزاروں ہیں غلامان حسینؑ
جب ہوئی قائد اعظم کی نماز میت　　مقتدی ان کے تھے عشاق شہ بدر و حنین
ذوق تنظیم پہ ان کے یہ رضویہ ہے گواہ　　گھر میں اب چین سے ہیں جو گھر سے تھے بے چین

سال رحلت یہ نسیم ان کی لحد پر لکھ دو
کتبہ علم و عمل قبر انیس الحسین

مونس آل رسالت تھے انیس الحسنین　　نیک خو پاک طبیعت تھے انیس الحسنین
باغ جنت کو سدھارے تو وضو کر کے چلے　　کتنے پابند طہارت تھے انیس الحسنین
سردار نقوی

عاشق سید سجادؑ انیس الحسنین　　جد مظلوم کی اولاد انیس الحسنین
اپنے جد کی غریب الوطنی کا دکھ تھا　　رضویہ کر گئے آباد انیس الحسنین
سردار نقوی

خزاں کے دور میں عکس بہار بن کے رہے　　مطیع حجت پروردگار بن کے رہے
تمام عمر کا حاصل یہ ہی اطاعت تھی　　امام عصرؑ کے خدمت گزار بن کے رہے
سردار نقوی

عالم دین، فقیہ، ذاکر شاہ کونین　　خدمت دین رہا ساری عمر نصب العین
آخر وقت بھی تھی پیش نظر چونکہ نماز　　گئے جنت میں وضو کر کے انیس الحسنین
جرار نقوی

سوانح حیات

ثقۃ الاسلام مولانا انیس الحسنین رضوی

(بانی رضویہ سوسائٹی)

از: مفسر قرآن ڈاکٹر محمد حسن رضوی

ثقۃ الا سلام مولانا سید انیس الحسنین رضوی حضرت نجم الملت آیت اللہ العظمیٰ سید نجم الحسن قبلہ صاحب طاب ثراہ کے بھتیجے تھے۔ ان کے والد ماجد جناب مولانا سید ابوالقاسم کو جنگ آزادی میں حصہ لینے کی وجہ سے شہید کیا گیا تھا۔ اس لئے اپنی عمر کے ۲۰ سال تک اپنے بڑے بھائی سید مطیع الحسنین مرحوم کی زیر نگرانی رہے۔ پھر جناب آیت اللہ نجم العلماء ان کو اپنے ساتھ لکھنؤ لے گئے اور اپنی زیر تربیت رکھا۔

تعلیم و تربیت

آپ کی ولادت ۱۵ شعبان ۱۳۱۳ھ مطابق ۳۱ جنوری ۱۸۹۶ء کو ہوئی۔ تاریخی نام سید ظفر مہدی تھا۔ ابتدائی تعلیم نور المدارس امروہہ محلہ دانش مندان میں حاصل کی۔ ۱۹۰۵ء میں اپنے بڑے بھائی سید مطیع الحسنین صاحب مرحوم کے ساتھ اودے پور تشریف لے گئے کیونکہ ان کے والد ابوالقاسم صاحب مرحوم کو شہید کر دیا گیا تھا۔

۱۹۱۲ء میں جناب نجم الملت کے زیر نگرانی مدرسہ ناظمیہ (ناظمیہ عربک کالج) لکھنؤ میں داخل ہوئے اور ۱۹۲۳ء میں ممتاز الافضل کی ڈگری حاصل فرمائی۔ اس کے ساتھ ساتھ منشی فاضل، ملا فاضل کے امتحانات بھی پاس کیے۔

ملازمت

کچھ عرصہ شیعہ ہائی اسکول لکھنؤ میں اردو ادب کے استاد رہے۔ پھر مدرسۃ الواعظین لکھنؤ میں داخل ہوئے۔ ۱۹۲۶ء میں یہاں سے فارغ ہو کر آیت اللہ سرکار

نجم الملت کے حکم پر ڈیرہ اسماعیل خان بحیثیت واعظ تشریف لے گئے۔ پھر ۱۹۲۷ء میں جناب نجم الملت کے ہی حکم پر کراچی میں خوجہ اثناء عشری مسجد کے امام جمعہ و جماعت کی حیثیت سے تشریف لائے۔ ۱۹۳۹ء میں سندھ مدرستہ الاسلام کراچی، جو پورے سندھ میں مسلمانوں کا واحد اسکول اور کالج تھا، شیعہ عالم کی حیثیت سے استاد مقرر ہوئے۔ ۲۶ سال شیعہ اسلامیات کا یہاں درس دیا اور ۱۹۵۵ء میں ریٹائر ہوئے پھر دس سال جناح کالج میں اسلامیات کے استاد رہے۔

شرعی وکالت

آپ پورے پاکستان کے لئے آیت اللہ العظمیٰ سید محسن الحکیم کے وکیل مطلق تھے۔

قومی خدمات

رضویہ سوسائٹی کی بنیاد ڈالی

۱۹۴۷ء میں جب ہندوستان سے مہاجرین کراچی آنا شروع ہوئے تو ان کی آبادکاری کے لئے رضویہ سوسائٹی کی بنیاد ڈالی اور ایک بڑا امام بارگاہ رضویہ سوسائٹی تعمیر کرایا۔ آپ کی کوششوں سے ۱۵۶ ایکڑ زمین الاٹ ہوئی۔ یہ پاکستان بھر میں سب سے بڑی شیعہ آبادی تھی جہاں صرف شیعہ افراد کو پلاٹ الاٹ کیے گئے۔ شاہ کربلا ٹرسٹ کے بانی ٹرسٹی بھی تھے۔

انجمن حسینیہ ایرانیان

اس کی عمارت ایک گوردوارہ تھی آپ کی کوششوں سے امام بارگاہ کے لئے الاٹ ہوئی۔

مارٹن روڈ کا امام بارگاہ

مارٹن روڈ کی مسجد و امام بارگاہ انجمن سفینۃ المومنین کے بانیوں میں آپ بھی شریک تھے جس کے نتیجے میں آج وہاں ایک عظیم امام بارگاہ اور مسجد موجود ہے۔ وہاں کے پہلے خطیب آپ ہی تھے۔

حج وزیارات

کئی مرتبہ زیارات سے مشرف ہوئے ۱۹۳۶ء میں فریضہ حج ادا کیا اور ایک مرتبہ پھر ۱۹۷۰ء میں حج ادا کیا۔ اپنے ابن عم مولانا سید کاظم صاحب قبلہ ابن جناب نجم الملت کے ساتھ مسلسل چھ ماہ کا سفر کر کے مشہد مقدس کی زیارت کی۔ ۱۹۵۲ء میں عراق کی زیارات کیں۔

قائداعظم کی نماز جنازہ ان کا مسلک

قائداعظم کی نماز جنازہ فقہ جعفری کے مطابق گورنر ہاؤس میں آپ نے پڑھائی۔ اس وقت کے وزیراعظم جناب لیاقت علی خان اور تمام وزراء نے آپ کی قیادت میں نماز پڑھی۔ غسل بھی آپ ہی کی نگرانی میں ہوا۔ اس کی گواہی تحریری طور پر محترم جناب ہاشم رضا صاحب نے دی ہے۔ اخبارات میں بھی اس کے بارے میں چھپ چکا ہے۔ جناب ہاشم رضا صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ

"میں قائداعظم کی اس نماز جنازہ میں شریک تھا جو مولانا سید انیس الحسنین صاحب قبلہ نے پڑھائی تھی۔ یہ نماز اسی کمرے میں ادا کی گئی تھی جو گورنر جنرل ہاؤس کے جنوبی زیریں حصہ میں ہے۔ میرے برادر بزرگ جناب کاظم رضا صاحب مرحوم بھی اس نماز میں شامل تھے اور یوسف ہارون صاحب بھی شامل تھے۔"

یہی بات محترمہ بیگم نصرت زوجہ عبداللہ ہارون صاحبہ نے بھی اپنے خط میں لکھی ہے۔ انہوں نے یہ بھی لکھا کہ "۱۱ ستمبر ۱۹۴۸ء کو رات تین بجے مولانا انیس الحسنین صاحب قبلہ کو گورنر جنرل ہاؤس بلایا گیا اور محترمہ فاطمہ جناح نے مولانا سے خواہش کی کہ قائداعظم کی مراسم تجہیز و تکفین بطریق شیعہ اثناء عشری آپ ادا فرمائیں۔ بس تمام مراسم تجہیز و تکفین جناب مولانا انیس الحسنین صاحب قبلہ کی نگرانی میں ادا ہوئیں اور صبح کو جناب مولانا نے نماز جنازہ پڑھائی۔ دفن کے وقت سید غلام علی احسن مشہدی اکبرآبادی نے تلقین پڑھی۔ جناب لیاقت علی خان مرحوم حضرت عباسؑ کے علم

کے سائے میں بیٹھے ہوئے تھے اور تمام اسلامی ممالک کے سفیر کھڑے ہوئے تھے اور سوئم کے روز مجلس ہوئی جس سے مولانا لقا علی بدایونی اور مولانا عبدالحامد بدایونی نے خطاب فرمایا۔"

جناب ایم۔اے اصفہانی صاحب نے اپنے مکتوب میں لکھا کہ

"قائداعظم محمد علی جناحؒ نے خود مجھ سے کہا تھا کہ وہ اسماعیلی خوجہ تھے لیکن انگلستان سے بیرسٹری میں کامیاب ہوکر واپس آنے کے بعد وہ جلد ہی اپنی مرضی اور فکر سے اثناء عشری ہو گئے تھے۔" یہی بیان اصفہانی صاحب نے مقدمہ نمبر ۱۱ ہائی کورٹ ۱۹۶۸ء اور ۲۸ اگست ۱۹۶۹ء کو دیا۔

جناب قائداعظمؒ کا انتقال ہوا تو محترمہ فاطمہ جناحؒ نے اور نوابزادہ لیاقت علی خان نے ہائی کورٹ میں حلفیہ بیان دیا۔ درخواست سرٹیفکیٹ وراثت میں بھی حلفیہ بیان دیا کہ

"قائداعظمؒ خوجہ اثناء عشری شیعہ تھے۔"

حضرت مولانا کی اولادیں

جناب مولانا کے تین بیٹے اور ایک بیٹی ہیں۔

(۱) بڑے بیٹے سید محمد علی رضوی P.I.A سے ریٹائر ہوکر ریٹائرڈ زندگی گزار رہے ہیں۔

(۲) ڈاکٹر محمد حسن رضوی پروفیسر علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، ڈائریکٹر اسلامک ریسرچ سینٹر اور اکیڈمی آف قرآنک اسٹڈیز لینگو یجز اینڈ کمپیوٹر سائنس ہیں۔ پاک محرم ایجوکیشن ٹرسٹ میں صدر شعبہ تصنیف و تالیف ہیں "خلاصۃ التفاسیر" کے مصنف ہیں۔ "اصول کافی" کا انگریزی ترجمہ کیا ہے جو ایران سے چھپ چکا ہے۔ "اصول کافی" کا خلاصہ کر رہے ہیں۔ "روح قرآن"، "معرفت خدا"، "کلام شاہ بھٹائی"، فلسفہ حج وعمرہ" جیسی کتابوں کے مصنف ہیں۔ یورپ، امریکہ اور افریقہ میں عشرہ محرم عرصہ بیس سال سے پڑھ رہے ہیں۔

(۳) سب سے چھوٹے بیٹے سید حیدر حسین ہومیوڈاکٹر ہیں۔ پی آئی اے میں انجینئر ہیں، ذاکر اہل بیت ہیں دینی اور معاشرتی خدمات میں پیش پیش ہیں۔ افریقہ ذاکری کے سلسلے میں تشریف لے جا چکے ہیں۔

(۴) ایک بیٹی زینب صغریٰ ہیں جو برکار حجتہ الاسلام سید محمد رضی مجتہد مرحوم اعلیٰ اللہ مقامہ کی بہو ہیں۔

حضرت مولانا کی دیگر یادیں

(۱) رضویہ سوسائٹی۔ اب اس سوسائٹی کی دو اور شاخیں قائم ہو چکی ہیں ایک کراچی یونیورسٹی سے آگے ہے جہاں آبادکاری کا کام شروع ہو چکا ہے۔ تیسری شاخ بھی الاٹ ہو چکی ہے جو گلشن معمار کے قریب ہے۔

(۲) رضویہ کا امام بارگاہ جو کراچی کا سب سے بڑا مرکزی امام بارگاہ ہے جس میں مسجد بھی شامل ہے۔

(۳) مدرسہ ایمانیہ جو رضویہ مسجد میں کام کر رہا ہے جہاں سینکڑوں بچے قرآن کی تعلیم حاصل کرتے ہیں۔

(۴) حضرت مولانا کے ہزاروں شاگرد ہیں جو ۵۰ سال کی تدریس کا نتیجہ ہیں۔ تین پشتوں نے آپ سے فیض علم حاصل کیا ہے بے شمار آغا خانی، بوہری، سنی طلباء آپ سے متاثر ہوئے اور دین حق پر عمل پیرا ہیں۔

وہ سحر جس سے لرزتا ہے شبستان وجود
ہوتی ہے بندہ مومن کی اذاں سے پیدا

(۵) کتاب المراجعات (عربی) کا ترجمہ اور علم فقہ میں داڑھی کے موضوع پر ایک رسالہ مرتب فرمایا۔

(۶) سندھ مدرستہ الاسلام جو سندھ کی قدیم ترین مسلم درسگاہ ہے وہاں ایک شیعہ مسجد قائم فرمائی جو آج بھی مذہبی تعلیم و تبلیغ کا سرگرم مرکز ہے۔

غرض ان کی زندگی ایک فعال سرگرم زندگی تھی ہر وقت زاد آخرت کی فکر میں رہتے تھے۔ گویا کہ قرآن کی یہ آیت ہر وقت پیش نظر تھی۔

(ترجمہ) ''جس شخص کو اس بات کی توقع ہے کہ اسے اپنے مالک سے ملاقات کرنی ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ عمل صالح کا سامان جمع کرے اور اپنے مالک کی بندگی میں کسی کو شریک نہ کرے۔'' (القرآن)

یقین محکم، عمل پیہم محبت فاتح عالم
جہاد زندگانی میں ہیں یہ مردوں کی شمشیریں

یہی قوت عمل انہوں نے اپنی قوم اور خاص کر شاگردوں کو سکھائی۔

انتقال پر ملال

۱۶ شعبان ۱۳۹۰ھ کو آپ نے حسب معمول نماز ظہرین کے لئے غسل کیا اور وضو فرمایا، مصلے کی طرف روانہ ہوئے راستے میں دل کا دورہ پڑا۔ نماز کے بجائے معبود حقیقی کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے۔

بنا کردند خوش رسمی بخاک و خون غلطیدن
خدا رحمت کند آن عاشقان پاک طینت را

علی باغ کے مشہور قبرستان میں اپنی والدہ ماجدہ کے پائنتی خود اپنے سامنے قبر بنوا رکھی تھی وہیں دفن ہوئے۔

زمیں کھا گئی آسماں کیسے کیسے

حضرت آیت اللہ شیخ محمد المشہور آقائے شریعت نے نماز جنازہ اور تلقین پڑھائی۔ عظیم شاعر حضرت رئیس امروہوی، حضرت نسیم امروہوی، پروفیسر سردار نقوی اور سید جرار نقوی مرحوم نے منظوم خراج عقیدت پیش فرمایا۔

رضویہ کے امام بارگاہ میں حضرت علامہ طالب جوہری صاحب قبلہ اور حضرت علامہ عقیل ترابی صاحب نے بالترتیب سوئم اور چالیسویں کی مجالس سے خطاب فرمایا۔

پیش لفظ

از: ثقتہ الاسلام مولانا انیس الحسنین التقوی الرضوی

داڑھی کے متعلق اردو میں بہت کم لکھا گیا ہے اگر چہ فقہ کی کتابوں میں اس کے مونڈنے یا منڈانے کی حرمت درج ہے۔ البتہ استاد العلماء آیت اللہ سید نجم الحسن صاحب قبلہ اعلی اللہ مقامہ ونور اللہ مرقدہ، الشریف حضرت نجم الملتہ نے ایک رسالہ بنام ''اللحیۃ بین القرآن والاحادیث'' سے ادلہ شرعیہ کی ساتھ تصنیف فرمایا جو تقریباً نایاب ہو چکا ہے۔ کمترین نے کچھ عقلی دلائل کا اضافہ کر کے اس کے ساتھ منسلک کر دیا ہے تاکہ وہ حضرات جو قرآن واحادیث سے کم دلچسپی رکھتے ہیں اور ہر چیز کو سائنس کی روشنی میں دیکھنا چاہتے ہیں انھیں اول تو قرآن واحادیث کی طرف رجوع کرنے کی ترغیب دلائی جائے اور ان کو یہ بتایا جائے کہ قرآن مجید سے تمسک (جو کہ ہدایت من جانب اللہ حاصل کرنے کی لازمی شرط ہے) عربی زبان سیکھے اور عربی متن قرآن کو بذات خود سمجھے ہرگز نہیں کیا جا سکتا۔ اس لئے کہ سورۃ یوسف کی آیت (۲) ''انا انزلنا قرانا عربیا لعلکم تعقلون'' کے تحت قرآن مجید کی آیات کی عربی عبارات ہی صرف ہمارے اوپر حجت اللہ البالغہ ہیں نہ ان کے تراجم، جو ایک دوسرے سے جزئیات میں بے حد مختلف ہیں۔ دوسرے یہ کہ یہ محمدؐ وآل محمدؐ کا دور تو ہے نہیں جو کہ ۲۵۶ھ سے قبل گزر گیا جب کہ اس بات کا امکان تھا کہ لوگ کسی امام عالی مقام سے براہ راست متمسک ہو سکتے تھے اور ان حضرت کے ذریعے قرآن مجید سے متمسک ہو سکتے تھے در آنحالیکہ اس وقت بھی عجمی حضرات کو عربی زبان سیکھ کر ہی قرآن مجید سے بھی متمسک ہونے کا شرف حاصل ہو سکتا تھا پھر ذرا بتایئے کہ اس زمانہ میں جب کہ ہم آئمہ طاہرین سے ملاقات کا شرف تک حاصل نہیں کر سکتے تو بھلا بقدر ضرورت عربی زبان نہ سیکھ کر ہم کس طرح ہدایات حاصل کر سکتے ہیں اور ہم کس طرح قرآن مجید سے متمسک ہو سکتے ہیں۔ چہ جائیکہ تمسک با اہل البیت اطہار ہاں اہل بیت اطہار سے

تمسک صرف مندرجہ بالا تمسک بالقرآن ہی کے ذریعے ہوسکتا ہے اس لئے کہ جب ہم خود قرآن مجید کو سمجھ کر پڑھیں گے تو پھر قرآن مجید ہی ہم کو اہل البیت کا صحیح تعارف کرا کر ہم کو ان سے منسلک کرے گا لہٰذا اس کتابچہ میں اولاً قرآن مجید کی آیت سے داڑھی رکھنے کا وجوب پیش کیا گیا ہے پھر ثانیاً عقلی دلائل بھی دیئے گئے ہیں۔

نوٹ : اس رسالہ (کتاب) کی کوئی قیمت نہیں ہے البتہ اول سے آخر تک پڑھ لینا شرط ہے اور پڑھنے اور سمجھنے کے بعد اپنے پاس رکھنے سے بہتر ہے کہ کسی دوسرے مومن کو مرحمت فرمائیں اگر اس کی ہدایت ہوگئی تو آپ بھی اس ثواب میں شریک ہوجائیں گے۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ

السید انیس الحسنین عفی عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی خلق الخلائق بالحکمتہ البالغتہ و دبر فیہا تدبیراً تامتہ والصلوۃ والسلام علی رسولہ الذی بلغ احکامہ بالدلائل الواضع والبراھین الساطعتہ وعترتہ الذین اذھب عنھم الرجس وطھر ھم تطھیرا: مابعد

داڑھی منڈانے کی بدعت تو عرصہ سے چلی آرہی ہے لیکن اب اس حد تک پہنچ گئی ہے کہ لوگ اسے شیر مادر کی طرح حلال وطیب سمجھنے لگے ہیں اور باوجود پابند صوم و صلوٰۃ ہونے کے علی الصباح وضو سے پہلے یا بعد اس عمل قبیح کے مرتکب ہوتے ہیں اور نہایت بے باکی کے ساتھ اپنے خالق و مالک کے سامنے نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہوجاتے ہیں اور نہیں شرماتے کہ ہم کس سلطان السلاطین کے دربار میں حاضر ہیں۔ دنیا کے معمولی حکام کے سامنے بھی ان کے منشاء کے خلاف وضع قطع بنا کر کوئی عزت دار جانے کی جرات نہیں کرتا لیکن اس جبار وقہار کے دربار میں شیطانی صورت لے کر پہنچ جاتے ہیں چونکہ وہ حلیم وکریم ہے اس لیے وہ مواخذہ نہیں کرتا اور مہلت دیتا ہے۔

اس کی دو ہی وجہیں ہوسکتی ہیں:

(۱) مسئلہ سے ناواقفیت جس طرح عام مسلمانوں میں مشہور ہے کہ داڑھی رکھنا فرض نہیں ہے بلکہ سنت موکدہ ہے۔ اگرچہ سنت موکدہ کی خود ہی یہ تعریف بھی کرتے ہیں کہ

"جس کے ترک کرنے میں گناہ ہوتا ہے۔"

تو اس کا ترک کرنا حرام ہوا۔ یعنی داڑھی کا ترک کرنا (منڈانا) حرام ہوا اور اس کا رکھنا لازم ہو چنانچہ:

آیت العظمیٰ السید محسن الحکیم اعلی اللہ مقامہ کا فتویٰ درج ذیل ہے۔

سوال: احلق اللحیہ حرام مطلقا ،ام مکروہ ام سنتہ موکدہ لما ھو

مشہور بین العامتہ من اھل السنتہ والجماعتہ؟

ترجمہ سوال : کیا داڑھی کا منڈانا مطلقاً حرام ہے یا مکروہ ہے یا سنت موکدہ ہے، جیسا کہ اہل سنت والجماعت میں مشہور ہے؟

الجواب : حلق الحیتہ حرام وبقاء ھا بہ مقدار ما سمی لحیتہ لازم

ترجمہ جواب : داڑھی کا منڈانا حرام ہے اور جس کو داڑھی کہہ سکیں اتنا رکھنا لازم ہے۔

علماء میں کوئی ایسا عالم نہیں جو داڑھی منڈانے کو جائز سمجھتا ہو۔ اگر ضرورت ہوگی تو دیگر علماء حضرات کے فتویٰ بھی شائع کیے جا سکتے ہیں۔

لہٰذا جو لوگ داڑھی کے مسئلہ خاص سے ناواقف ہیں ان کو معلوم ہونا چاہئے کہ: ''داڑھی منڈانا قطعاً حرام ہے اور گناہ کبیرہ ہے بلکہ کبیرہ موبقہ ہے، بلکہ تجاہر بالفسق ہے بلکہ مقابلہ بخدا ہے، اس کی حرمت شریعت مطہرہ میں ثابت ہے۔ جس کی تفصیل آئندہ بیان ہوگی۔

(۲) دوسرے وہ لوگ ہیں جو فی الجملہ جانتے ہیں کہ داڑھی منڈانا حرام ہے لیکن جہل مرکب میں مبتلا ہیں۔ شریعت کی پابندی سے آزاد احکام الٰہی کے مقابل سرکشی، خودرائی اور خودنمائی میں مبتلا ہیں۔ ہر چیز کا جواب قرآن سے طلب کرنے والے قرآن وحدیث کی تفسیر بالرائے کرنے والے، نہ عربی سے واقف، نہ علوم دینیہ سے واسطہ، ان کی طبیعت اور ہوا وہوس کے جو چیز خلاف ہو، وہ ان کو یہ کہہ کر ٹال دیتے ہیں کہ ہم اس کو نہیں مانتے۔ نہ قرآن میں لکھا نہ حدیث میں۔ یہ لوگ حد درجہ ماخوذ ہوں گے جو اپنے گناہ کو ثواب کر کے دکھانا چاہتے ہیں لہٰذا ایسے افراد کے لئے قرآن و حدیث کے علاوہ لیک عقلی ثبوت درج کیا جاتا ہے۔ اگر ہو سکے تو اس کا جواب دیں ورنہ اپنے گریبان میں ندامت سے سر جھکائے رکھیں کہ ہم گناہ گار ہیں شریعت کے خلاف عمل پیرا ہیں۔

استدلال ازروئے عقل وحکمت

یہ استدلال زیادہ تر ان لوگوں کے لیے ہے جو خدائے برتر کو قدیر وعلیم کے ساتھ عادل بھی تسلیم کرتے ہیں جب کہ ہم خداوند عالم کے ہر فعل کو حکمت پر مبنی مانتے ہیں اور عبث وبیکار نہیں جانتے اور سمجھتے ہیں کہ کوئی کام اس کا ایسا نہیں ہے جس میں کوئی حکمت یا فائدہ نہ ہو۔ اس امر کے تسلیم کرنے کے بعد یہ سوال پیدا ہوگا کہ :

رات دن ہم یہ مشاہدہ کرتے رہتے ہیں کہ ایک ہی ماں کے شکم سے دو طرح کے بچے پیدا ہوتے ہیں۔ لڑکا اور لڑکی۔ جانوروں میں نر اور مادہ کہے جاتے ہیں۔ جو سن بلوغ تک ایک ہی صورت پر قائم رہتے ہیں اور جانوروں میں مقررہ زمانے تک نر و مادہ کی ایک سی شکل رہتی ہے۔ مثلاً: نو دس برس کے لڑکے اور لڑکی کو ایک جیسا لباس پہنا دیا جائے تو ظاہری نظر سے نہیں پہچانا جاسکتا ہے کہ یہ لڑکا ہے یا لڑکی۔ جانوروں میں بھی نہیں سمجھا جاسکتا ہے کہ یہ نر ہے یا مادہ۔ لیکن بلوغ کا وقت آتا ہے تو قدرت کی طرف سے جانوروں میں نر کی صورت پر اور انسانوں میں لڑکے کے چہرے پر ایک نئی چیز پیدا ہوتی ہے جو کہ لڑکی کے چہرے پر نہیں ہوتی اور وہ ہے داڑھی۔

اسی طرح جانوروں میں نر کی شکل میں تبدیلی ہوتی ہے اور وہ اپنی مادہ سے ممتاز ہوجاتا ہے۔

سوال یہ ہے کہ یہ تبدیلی قدرت کی ازروئے حکمت ہے، یا عبث وبیکار۔ کوئی مومن ومسلمان نہیں کہہ سکتا کہ خدا کا فعل عبث وبیکار ہے جس میں کوئی فائدہ ہے نہ کوئی حاصل ہے۔

ماننا پڑے گا کہ خدائے تعالیٰ کا لڑکے کو داڑھی کی نعمت عطا فرمانا، عظیم حکمت ہے جس سے مردانہ صورت آشکار اور زنانہ شکل سے ممتاز ہوجاتا ہے اور یہ نعمت جو مسلسل آرہی ہے اور انسان سرکش اس کو مسلسل کاٹتا، منڈاتا اور فنا کرتا رہتا ہے۔ وہ پے در پے اپنے خدا سے برسر پیکار ہے اور اس قہار وجبار سے جنگ آزما ہے اور نہیں سمجھتا اور

نہیں ڈرتا کہ مبادا اس کفران نعمت سے جس کو وہ اپنے چہرے کا حسن سمجھتا ہے اور داڑھی کو چہرے کی قباحت خیال کرتا ہے کہیں وہ قادر مطلق مسخ نہ کر دے۔ اگر کوئی یہ سوال کرے کہ بلوغ کے وقت داڑھی کے علاوہ دوسری چیزیں بھی ظاہر ہوتی ہیں۔

تو جواب اس کا ظاہر ہے کہ وہ باطنی حیثیت رکھتی ہیں ظاہر میں جو چیز مرد و عورت میں فرق کرتی ہے وہ صرف چہرہ ہے۔ جو ہر وقت نمایاں رہتا ہے اور شناخت کا اعلیٰ ترین ذریعہ ہے۔ اس پر جو چیز ظاہر ہوئی وہ ضرور کوئی علت وسبب رکھتی ہوگی۔ آج کل کے تعلیم یافتہ افراد جو دنیاوی علوم کے مقابلے میں دینی علم کی وقعت نہیں سمجھتے اور ہر چیز کو بغیر عقلی دلیل کے باور نہیں کرتے، وہ اس کا جواب دیں کہ مرد کے چہرے پر وقت خاص میں علامت ظاہر ہوئی، اس کا فلسفہ کیا ہے؟ اور اس کے کیا فوائد ہیں: یا بالکل مہمل اور بیکار ہے۔

رہا یہ سوال کہ مرد و زن کی شناخت چہرہ پر چند بالوں سے بھی ہو سکتی ہے، بلکہ فقط مونچھوں سے بھی ہو سکتی ہے۔ لہٰذا ہم صرف مونچھیں رکھ لیتے ہیں جس سے خدا کی غرض پوری ہو جائے گی اور امتیاز ہو جائے گا پھر داڑھی منڈانے میں کیا حرج رہے گا۔

جواب یوں ہوگا کہ سوال، اول تو اپنی جگہ پر باقی رہا۔ یہ کہ اگر مونچھوں سے یا بعض حصہ داڑھی کا رکھنے اور باقی کو منڈانے سے خداوند عالم کی غرض پوری ہو جاتی تو وہ صرف مونچھیں ہی پیدا فرما دیا کرتا، یا چند بال ٹھڈی پر جما دیا کرتا جو فرنچ کٹ ہو جاتی ہے لیکن اس نے تو پورے چہرے پر بال پیدا فرمائے تو کیوں پیدا فرمائے؟ کیا ان کا پیدا کرنا عبث ہے۔

معلوم یہ ہوا کہ یہ سب کچھ وساوس شیطانی ہیں، جس قدر بھی خدائے تعالیٰ پیدا فرماتا ہے وہ سب کی سب پر از حکمت ہے۔ یعنی داڑھی کا سنوارنا (زینت دینا)۔

سورۃ اعراف، آیت ۳۱ کے تحت فرض واجبی ہے: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

یبنی ادم خذو زینتکم عند کل مسجد......

یعنی ''اے بنی آدم لے لو اپنی آسائشیں ہر نماز کے وقت''

اس آیت میں لفظ مسجد ظرف زمان ہے لہٰذا مردوں کی آرائش میں اولین داڑھی کا موزوں طور پر سنوار کر رکھنا ہے جس سے چہرہ کی زینت میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس کی وضاحت کرتے ہوئے حضورؐ کی حدیث بھی ہے کہ

''اس طرح مونچھوں کو سنوارو، اور اس طرح کی اصلاح کرو کہ تم ریچھ وغیرہ سے ممتاز ہو کر انسان کی حسین وجمیل صورت پر رہو'' مزید اب داڑھی منڈانے کی حرمت قرآن واحادیث میں بیان کی جاتی ہے۔ یہ ان لوگوں کے لیے ہے جو سچے دل سے اللہ اور رسولؐ پر ایمان لائے ہیں اور ان کے احکام کی تعمیل کرتے ہیں۔

لہٰذا حجت تمام کرنے کے لیے لکھا جاتا ہے تا کہ کوئی یہ نہ کہے کہ ہمیں خدا اور رسول کا حکم معلوم نہ تھا اور نہ کسی نے بیان کیا کہ داڑھی منڈانا قرآن حکیم کی رو سے حرام ہے۔

اللہ نے پانچویں پارے میں سورۃ نساء میں ارشاد فرمایا ہے۔

وقال لا تخذن من عبادک نصیبا مفرروضاۃ ولا ضلنهم ولا منینهم ولا مرنهم فلیبتکن اذان الانعام ولا مرنهم فلیغیرن خلق الله ومن یتخذا شیطان ولیا من دون الله فقد خسر خسرامبینا یعدهم ویمنیهم وما یعدهم الشیطن الا غرورا اولئک ما وهم جهنم ولا یجدون عنها محیصا

(ترجمہ آیت): اور اس (ابلیس) نے کہا میں ضرور لوں گا تیرے بندوں سے ایک حصہ مقرر اور ضرور گمراہ کروں گا اور ان کو امیدیں دلاؤں گا اور ان کو امر کروں گا۔ پس وہ کاٹ ڈالیں گے کان چوپاؤں کے اور ان کو امر کروں گا کہ بدل ڈالیں اللہ کی خلقت کو اور جو بنائے اپنا ولی شیطان کو، اللہ کو چھوڑ کر، تو یقیناً اس نے صریحی نقصان اٹھایا۔

''وہ ان کے ساتھ وعدے کرتا ہے اور ان کو امیدیں دلاتا ہے مگر نہیں وعدہ کرتا ان

سے شیطان سوائے دھوکے کے ایسے ہی لوگوں کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ اس سے چھٹکارا نہ پائیں گے۔"

یہ آیت کریمہ اس وقت سے متعلق ہے جب کہ شیطان نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے انکار کر دیا اور اس مخالفت کی وجہ سے مردود ہو گیا اور حضرت آدم کی عداوت اس کے دل میں پیدا ہوئی اور خود طیش و غضب اس کا بڑھا اور آتش حسد شعلہ ور ہوئی اور جرات و دلیری کر کے بارگاہ الٰہی میں اپنی دشمنی اور انتہائی سعی جو اولاد آدم کے اضلال و گمراہی اس کے امکان میں تھی بیان کر دی۔

یہاں دو امر قابل غور ہیں۔

(۱) یہ سیاق آیت بتا رہا ہے کہ تغیر خلق یعنی خدا کی خلقت کو بدلنا حرام ہے بلکہ شدید الحرام ہے۔ اس لیے کہ شیطان کا مقصد اس مقام میں یہ ہے کہ خداوند عالم جب تو نے مجھے ترک سجدہ کے سبب سے مردود ٹھہرایا ہے تو مجھ سے جہاں تک ممکن ہو سکے گا انہیں انتہائی ضلالت و گمراہی میں مبتلا کروں گا۔اور یہ بات واضح ہے کہ جس قدر ضلالت زیادہ ہوگی اسی قدر حرمت بھی شدید ہوگی۔

(۲) یہ کہ داڑھی کا منڈانا، تغیر خلق کے عوامل میں داخل ہے، بلکہ اس کی فرد اظہر (سب سے زیادہ ظاہر) ہے پس صاف نتیجہ برآمد ہوتا ہے کہ داڑھی کا منڈانا حرام ہے۔

اگر کہا جائے کہ ختنہ اور سر منڈانا اور داڑھی کتروانا اور ناخن ترشوانا اور اس کے امثال بھی تغیر خلق کے عوامل میں داخل ہیں لہٰذا وہ بھی حرام ہونے چاہئیں حالانکہ وہ مباح ہیں، لہٰذا حلق لحیہ (داڑھی منڈانا) کو بھی مباح ہونا چاہیے تو۔

جواب : اس طرح دیا جائے گا کہ یہاں مراد وہ تغیر ہے جو بغیر اذن خدا ہو اور مذکورہ امور کے لیے احادیث مرویہ سے اذن خدا ثابت ہو گیا۔لہٰذا امور مذکورہ تغیر ممنوع میں داخل ہی نہیں ہے بلکہ وہ اقسام داخل ہیں جن کا اذن وارد نہیں ہوا حلق لحیہ

یعنی داڑھی منڈوانا ان میں سے نہیں ہے اور اگر تغیر کو اس مقام پر مباح اور غیر مباح سے عام لیا جائے اور مذکورہ تغیز کے اقسام اس میں شامل و داخل سمجھے جائیں تو دلیل جواز جو بجائے خود ثابت ہے انہیں خارج کر دے گی۔

خلاصہ یہ ہے کہ تغیر کی جتنی قسمیں ایسی ہیں کہ شارع کی طرف سے ان کے لئے اجازت حاصل ہوگئی ہو، وہ سب مستثنیٰ ہو جائیں گی اور وہی تغیر مراد رہ جائے گی جو ممنوع وحرام ہے اور جاہلیت کی بدعتوں میں ہے۔

آیت مذکورہ میں البتہ مفسرین نے اور بھی وجوہ لکھے ہیں اور بعض ان میں رائج بھی معلوم دیتے ہیں لیکن ریش تراشی کی حرمت کے لیے اسے دلیل قرار دینا بھی من حیث عموم اللفظ صحیح ہے اور اسی وجہ سے دیگر علمائے کرام نے بھی داڑھی منڈانے کی حرمت کی ادلہ میں اسے ذکر کیا ہے۔

دوسری آیت :

"فطرة الله التی فطر الناس علیها لا تبدیل لخلق الله"

یعنی: اس فطرت کی پیروی کرو جس پر خدا نے پیدا کیا ہے۔ خدا کی ساخت تبدیل نہیں ہوسکتی۔ (سورۃ الروم پارہ ۲۱)

حضرت ابن عباسؓ کا قول ہے کہ اس میں جانوروں کے خصی کرنے کی ممانعت مراد ہے۔

آیت کے الفاظ پر اگر نظر ڈالی جائے تو ہر طرح کی تغیر و تبدیلی کی نہی (ممانعت) اس سے واضح ہورہی ہے جو بغیر اذن شارع ہو اور داڑھی رکھنا موافق اس حدیث کے لیے جو آئندہ مذکور ہوگی فطرت ہے۔

حضرت رسالت مابؐ نے ارشاد فرمایا:

"اور داڑھی منڈانا خلاف فطرت ہے اور تغیر خلق ہے"

لہٰذا جس کے داڑھی آجائے تو رکھنا واجب ہے اور منڈانا بسبب نہی کے حرام ہوگا۔ اسی سبب سے دیگر علماء نے بھی اس آیت سے حلق لحیہ کی حرمت ثابت کی ہے جو تائید مطلب کے لیے کافی ہے۔

احادیث سے بھی داڑھی منڈانے کی حرمت ثابت ہے

اس سبب میں بھی علماء کرام نے متعدد احادیث نقل فرمائی ہیں۔ جن کے ملاحظہ کے بعد حکم حرمت آئینہ کی طرح ثابت وواضح ہوجاتا ہے۔ ہم ان احادیث کو کئی اقسام پر منقسم کر کے یہاں درج کرتے ہیں تاکہ حکم مذکور قارئین کے اذہان میں اچھی طرح راسخ ہوجائے اور قلوب ان کے بالکل مطمئن ہوجائیں اور کسی طرح شک وشبہ باقی نہ رہ جائے۔

ریش تراشی تشبیہ بہ یہود ہے

جناب شیخ حر عاملی نے ''وسائل الشیعہ'' میں اور محمد ابن بابویہ قمی نے ''من لا یحضر الفقیہ'' میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے

ارشاد فرمایا:

حَفُّوا الشوارب وَاعْفُوا اللُّحيٰ ولا تشبهو باليهود

یعنی: ''مونچھوں کو کم کرو (یا یہ کہ لب کے کنارے تک رکھو) اور داڑھیاں بڑھاؤ اور یہودیوں سے تشبیہ نہ کرو۔''

یعنی ان کی صورت نہ بناؤ۔ یہ حکم اہل سنت میں بھی باختلاف الفاظ موجود ہے۔

ایک روایت ''زاد المعاد'' بن قیم میں اس طرح ہے۔

''جزوا الشوارب وارخوا اللحی'' دوسری روایت اسی کتاب میں صحیح مسلم سے لکھی ہے:

قال رسول الله " قصوا الشوارب وارخوا اللحی وخالفوا المجوس "

تیسری روایت صحیحین سے نقل کی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانے میں یہود بھی مجوس کی طرح مونچھیں بڑھاتے اور داڑھیاں منڈاتے تھے۔ لہٰذا ان کی مشابہت کو منع فرمایا ہے۔ اس حدیث میں داڑھی رکھنے کا حکم بہ صیغہ امر ہے اور امر کا صیغہ حقیقتاً وجوب پر دلالت کرتا ہے اور ترک واجب حرام ہے جس سے صاف واضح ہے کہ داڑھی کا منڈانا حرام ہے:

"واعفوا اللحی ھو بقطع الھمزۃ ای وفروھا وقیل واعفیت لغتان وروی ارخوا بقطع الھمزۃ والخاء المعجمتہ وروی ارجو بالجیم واصلہ رجمو الھمزۃ مخففہ بمعنی افروھا ومعنی لکل ترکھا علی حالھااما الاخذمن طولھا وعرضھا للتحسین فحسن" ۱۲ (مجمع البحرین)

۱۔ مونچھوں کو کترواؤ اور داڑھیاں بڑھاؤ۔۱۲

۲۔ مونچھیں کتراؤ اور داڑھیاں بڑھاؤ اور مجوس کی مخالفت کرو۔

۳۔ آنحضرتؐ نے فرمایا: مشرکین کی مخالفت کرو اور داڑھیاں بڑھاؤ اور مونچھیں کترواؤ۔۱۲

اگر یہ خیال کیا جائے کہ حدیث میں برابر برابر دو امر مذکور ہیں۔ ایک "حف الشوارب" یعنی مونچھوں کو کم کرنے کے متعلق ہے اور دوسرا "عفاء الحی" یعنی رکھنے سے اور پہلا امر وجوبی نہیں ہے۔ لہٰذا قرینہ یہ بتاتا ہے کہ دوسرا امر بھی وجوبی نہیں ہے۔ اس سے ظاہر ہوا کہ حلق لحیہ حرام نہیں ہے۔

جواب: اس کا اولاً یہ ہے کہ ہم پہلے امر کو بھی فی الجملہ وجوبی لیتے ہیں اس لیے کہ "**من لا یحضر الفقیہ**" میں روایت ہے کہ جناب رسالت مابؐ نے فرمایا "لایطولن احدکم شاربہ" کوئی شخص اپنی مونچھوں کو ہرگز نہ بڑھائے۔ ثانیاً اگر تسلیم کرلیا جائے کہ پہلا امر دلیل خاص کے سبب سے وجوب کے لیے نہیں ہے تو اس

کی وجہ سے دوسرا امر اپنے حقیقی معنی سے خارج نہ ہوگا اور جس طرح وجوب میں حقیقت تھا اسی طرح وجوب پر باقی رہے گا۔ اس کی شاہد ایسی حدیثیں موجود ہیں جہاں واجب اور مستحب ایک سلسلے میں مذکور ہوتے ہیں اور واجب پر کوئی اثر نہیں پڑا چنانچہ ''تہذیب الاحکام'' میں ہے کہ سماعہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت سے غسل جمعہ کا حکم دریافت کیا گیا۔ فرمایا: سفر ہو یا حضر غسل واجب ہے اور غسل حیض واجب ہے اور غسل جنابت واجب ہے اور غسل استحاضہ واجب ہے اور اس کے بعد غسل نفاس اور غسل مولود کو واجب فرمایا اور فرمایا کہ غسل میت واجب ہے۔

جب شیخ الطائفہ نے حدیث نقل کر کے فرمایا کہ کسی کو یہ کہنے کی مجال نہیں ہے کہ اس خبر سے استدلال اس لیے درست نہیں کہ اس میں وہ اغسال موجود ہیں جو بالاتفاق سنت ہیں۔ لہٰذا غسل جنابت وغیرہ کا وجوب اس سے ثابت نہیں ہو سکتا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم یہ کہیں گے کہ اگر ظاہر حدیث پر اکتفا کریں تو بھی کہنا پڑے گا کہ یہ سب اغسال واجب ہیں مگر کیا کریں کہ وہ اخبار مانع ہیں جن میں بیان ہے کہ غسل جمعہ اور غسل مولود واجب نہیں ہیں۔ غرض یہ کہ اسی طرح ''حف الشوارب'' کے سنت ہونے سے داڑھی منڈانے کی حرمت میں کوئی خلل نہ ہوگا۔ اسی طرح شارع کبیر نے احکام بیر میں فرمایا ہے۔

''والاشتمال علی ما لا یقول بہ احد غیر قادح فی التمسک بہ سیما بعد اشتہار العمل بمضمونہ''

یعنی: حدیث میں ایسی چیز کا مندرج ہونا جس کا کوئی قائل نہیں حدیث کی حجیت میں قادح نہیں ہے اور جو دوسرا حکم اس میں مذکور ہے اس تمسک صحیح رہ سکتا ہے خصوصاً جب اس حدیث کے مضمون پر عمل علماء شہرت کی حد تک پہنچ گیا ہو اور نیز اس حدیث کا ذکر کر کے جس میں بیت الخلاء کے احکام میں استقبال قبلہ کی حرمت کے ساتھ بعض

مکروہات بھی مذکور ہو گئے ہیں فرمایا:

"واشتمال بعضها علی بعض المکروهات غیر ضائروان هو الا کالعام المخصصرن سیما بعد ملاحظه ما ذکرنا"

یعنی بعض روایات کا بعض مکروہات پر مشتمل ہونا کچھ مضر نہیں ہے۔ اس لیے یہ صورت مثل اس عام کے ہے جس کی تخصیص ہوگئی ہو یعنی جس طرح عام تخصیص کے بعد جو باقی رہ جائے حجت ہوا کرتا ہے۔ اسی طرح یہاں بھی مکروہ ثابت الکراہت سے قطع نظر کر کے باقی کی حجیت میں داخل نہ ہوگا اور اس کے مطلب کے لیے آیہ کریمہ

واقیمو الصلوة واتوالزکوة وارکعو مع الراکعین

واضح دلیل اور عمدہ شاہد موجود ہے کہ صلوٰۃ اور زکوٰۃ کے لیے امر وجوبی موجود ہے اور نماز جماعت کے لیے استحبابی۔ خلاصہ یہ ہے کہ اگر مونچھوں کا کم کرنا واجب نہ بھی ہو تو داڑھی کا وجوب اور داڑھی منڈانے کی حرمت بے دغدغہ قابل تسلیم ہوگی۔ خصوصاً جب کہ دیگر اخبار واحادیث میں اس کی موید موجود ہیں۔

ریش تراشی طریقہ مجوس ہے

فی الواسائل نقلا عن معانی الاخبار عن الحسین بن ابراهیم المکتب عن محمد بن جعفر الاسدی عن موسی بن غمران النخمی عن عمه الحسین بن یزید عن علی بن غراب عن جعفر بن محمد عن ابیه عن جده قال، قل رسول الله "حفوا الشوارب واعفوا اللحی ولاتَشَبهُوْا با لمجوس"

اس حدیث کے متعلق کسی جدید بیان کی ضرورت نہیں ہے۔ حدیث سابق میں جو کچھ بیان ہوا وہی یہاں کے لیے کافی ہے۔

"من لا يحضر الفقيه" میں صدوق نے اور "وسائل" میں شیخ حر عاملی نے لکھا ہے:

قال رسول الله — "ام المجوس جزو الحاهم واجز واشو اربهم واما نحن بجز اشواب نعفي اللحى الفطرة"

جناب رسالت مابؐ نے فرمایا کہ "مجوس نے اپنی داڑھیوں کو قطع کیا اور مونچھوں کو بڑھایا اور ہم مونچھوں کو قطع کرتے ہیں اور داڑھیاں رکھتے ہیں اور یہی فطرت ہے" اس سے صاف معلوم ہوا کہ: ریش تراشی خلاف فطرت ہے اور طریقہ حضرات معصومین علیھم السلام کے مخالف اور قوم مجوس کی بحیہ نا مرضیہ ہے۔ جس سے ہر مومن و مسلم کو اجتناب اور طریقہ رسالت مابؐ کی پیروی لازم ہے۔

ریش تراشی قوم لوطؑ کی ان دس باتوں میں شامل ہے جن کے سبب سے وہ معذب و ہلاک ہوئے

آقا ملا حسین نوری طبری نے "استدراک الوسائل" میں نقل کیا ہے۔

"فی الجامع الصغیرا خرج ابن عساکر عن حسنؑ بن علیؑ عن النبیؐ انه قال عشر خصال عملها قوم لوط وبها هلکو اویزیدها امتی بنحلته ابيان الرجال الی ان قالو قصر اللحيته وطول الشوارب"

یعنی حضرت امام حسنؑ نے فرمایا کہ جناب رسالت مابؐ نے ارشاد فرمایا کہ "دس باتیں ہیں جن پر قوم لوطؑ کا عمل درآمد تھا اور انھی کے سبب وہ بعذاب الٰہی ہلاک ہو گئے اور میری امت ایک بات کا اضافہ کرے گی۔" اس کے بعد ان خصلتوں کا شمار فرمایا اور لواطہ کا ذکر کر کے ریش تراشی اور مونچھوں کا بڑھانا بھی انہی میں ذکر کیا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ جو خصلتیں قوم لوط پر نزول عذاب کا باعث ہوئیں، ریش

تراشی بھی ان میں شامل تھی اور یہ بات اچھی طرح واضح ہے کہ فعل مکروہ کی وجہ سے عذاب نازل نہیں ہوتا۔ جس سے صاف ظاہر ہو گیا کہ حلق لحیہ (ریش تراشی) فعل حرام ہے۔

حلق لحیہ مثلہ :

نقلا عن الجعفر بان اخبرنا عبدالله محمد حدثنی موسی المبرقع حدیثا ابی عن ابیه عن جده جعفر بن محمد عن ابیه عن جده علیؑ بن حسینؑ عن ابیه عن علی بن ابیطالب علیهم السلام قال قال رسول اللهؐ حلق الحیته من المثله ومن مثل فعلیه لعنتہ الله"

یعنی عبداللہ نے محمد سے اور انہوں نے موسیٰ مبرقع سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے میرے پدر بزرگوار امام محمد تقیؑ نے بیان فرمایا اور ان سے حضرت امام رضاؑ نے اور ان سے حضرت امام موسیٰ کاظمؑ نے اور ان سے حضرت امام جعفر صادقؑ نے اور ان سے امام محمد باقرؑ نے اور ان سے حضرت امام زین العابدینؑ نے اور ان سے حضرت امام حسینؑ نے اور ان سے جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہم السلام نے بیان فرمایا ہے کہ رسالت مآبؐ نے ارشاد فرمایا کہ "داڑھی مثلہ ہے" مثلہ کے معنی ناک کان وغیرہ کاٹنے کے ہیں اور مثلہ اس قدر مذموم فعل ہے کہ حضرت امیر المومنینؑ نے واقعہ ضربت کے بعد جناب امام حسنؑ سے وصیت فرمائی تھی کہ بیٹا! ابن ملجم کو مثلہ نہ کرنا، اس لیے کہ جناب رسولؐ خدا نے منع فرمایا ہے اگر چہ سگ گزندہ کے بارے میں بھی ہو۔

اب ذرا داڑھی منڈانے والے حضرات ملاحظہ فرمائیں کہ جناب رسالت مآبؐ نے ریش تراشی کے متعلق کیا کلمہ ارشاد فرمایا ہے اور جو دیگر نو معصوموں کی زبان اقدس پر جاری ہوتا ہوا مومنین کے کانوں تک پہنچایا گیا اور غور کریں کہ اس بارگاہ اقدس میں وہ کس نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔ عبرت، عبرت

ریش تراش گروہ رسولؐ سے خارج ہے

مستدرک میں ''عوالی اللیالی'' سے نقل کیا ہے۔

عوی حماد بن زید عن مخالد عن الشعبی عن جابر قال قال رسول الله "لیس منا من سلق ولا حرق ولا حلق" قال فی شرح الحدیث والخلق وحلق اللحیه.

یعنی: جناب رسالت مابؐ نے فرمایا کہ ''وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جو سخت زبانی کرے یعنی لوگوں کو زبان سے ایذا پہنچائے اور نہ وہ جو کج خلقی کرے، اور نہ وہ جو داڑھی منڈائے۔''

اس سے واضح ہوتا ہے کہ ریش تراشی کا عامل جناب رسالت مابؐ کے پاک گروہ سے خارج ہے اور سابقاً معلوم ہوا کہ وہ مجوس و یہود کا پیرو ہے۔ پناہ بخدا

داڑھی کی دیت دی جاتی ہے

''وسائل'' اور ''من لا یحضر'' میں منقول ہے:

قضی امیر المومنین علیه السلام فی اللحیته اذا خلقت الدیته کاملته.''

یعنی داڑھی اگر منڈوالی جائے تو اس کے باب میں جناب امیر المومنین علیہ السلام نے حکم فرمایا کہ پوری دیت دلوائی جائے گی۔

اس سے یہ ظاہر ہے کہ داڑھی کا حکم جان کے حکم کے برابر ہے اور جو قتل نفس کی دیت ہے وہی داڑھی کی بھی ہے۔ استاد علامہ جناب مفتی سید محمد عباس صاحب قبلہ شوستری طاب ثراہ نے اس سے داڑھی منڈانے کی حرمت پر ایک مقام پر اس طرح ثابت کیا ہے کہ شارع علیہ السلام نے حلق لحیہ (ریش تراشی) میں دیت قرار دی ہے

اور جس فعل کے سبب دیت دینی پڑتی ہے درصورت تعمد (جان بوجھ کر) ہمیشہ حرام ہوا کرتا ہے۔ پس اگر اس کا وقوع کسی غیر کے فعل سے ہو تو حرام ہونے میں کچھ شک نہیں اور اگر فعل اپنے سے سرزد ہو تو بھی ظاہر یہی ہے کہ حرام ہوگا۔ اس لیے کہ یہ بات واضح ہے کہ خودکشی یا مثلاً عمداً اپنا ہاتھ یا پاؤں کاٹ ڈالنا یا دیدہ دانستہ اپنی آنکھ پھوڑ لینا یقیناً فعل حرام ہے۔

لہٰذا داڑھی بھی اس حکم میں داخل ہوگی اور یہ قیاس نہیں ہے جس میں تامل کیا جائے، بلکہ جب حرمت کی جہت معلوم ہوگئی تو وہ جہت جہاں پائی جائے گی حرمت کا حکم بھی وہاں جاری ہو جائے گا اور یہ خیال کرنا کہ ہمیں اپنے جسم اور مال میں اختیار ہے جو چاہیں کر سکتے ہیں غلط ہے کیونکہ اپنے جسم اور مال میں بھی انسان وہی تصرف کر سکتا ہے جس کی عام یا خاص طور پر شریعت نے اجازت دی ہے اور اسی وجہ سے اپنے مال میں اسراف حرام ہے اور اگر کوئی شک کرے کہ اس کی بناء پر اپنا سر منڈانا بھی حرام ہونا چاہیے کہ اس میں بھی تو دیت مقرر ہے تو اس کا جواب یہ ہے یعنی حاجی کا سر منڈوانا اس کا جائز ہونا ثابت کر دیا ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو قاعدہ مذکورہ کے موافق پر ہم اسے بھی حرام کہتے ہیں۔ بہر طور واضح ہوگیا کہ جس طرح دوسرے کی داڑھی مونڈ ڈالنا حرام ہے اسی طرح خود اپنی داڑھی مونڈنا یا منڈانا بھی حرام ہے۔ فرق اتنا ہے کہ فعل غیر میں دیت بھی لازم ہوگی اور فعل بھی حرام ہوگا اور اپنے فعل میں دیت نہ ہوگی لیکن فعل ضرور حرام ہوگا۔

ریش تراشی سبب مسخ ہے

''کافی'' اور ''وسائل'' میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام کا واقعہ مذکور ہے کہ ایک مقام پر حری اور مارماہی (مچھلی کی قسمیں) اور زبار فرشتوں کو سزا دیتے ہیں اور فرماتے جاتے ہیں۔

''اے مسوخات بنی اسرائیل کے بیچنے والو! اور اے لشکر بنی مروان''

یہ سن کر فرات ابن احنف کھڑے ہو گئے، عرض کی کہ: اس سے مراد کون لوگ ہیں؟

حضرت نے جواب میں فرمایا کہ "ایک قوم نے اپنی داڑھیاں منڈائیں اور مونچھوں کو تاؤ دیئے، پس وہ مسخ کر دیئے گئے۔"

اس حدیث سے بقول حضرت امیرالمومنینؑ ریش تراشی سبب مسخ قرار پاتا ہے اور مسخ مکروہات پر نہیں ہوا کرتا۔ جس سے معلوم ہوا کہ داڑھی منڈانا حرام ہے بلکہ گناہ کبیرہ میں داخل ہے۔

ریش تراش سے جناب رسولؐ خدا کی روگردانی

مستدرک میں لکھا ہے کہ کسریٰ کے نامہ بر جب داڑھیاں منڈائے رسولؐ خدا کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپؐ نے منہ پھیر لیا اور فرمایا۔

"مجھے میرے رب نے مونچھیں کتروانے اور داڑھی رکھنے کا حکم دیا ہے۔"

مذکورہ دلیلوں میں سے ہر ایک دلیل حرمت کے ثبوت کے لیے کافی ہے چہ جائیکہ اتنی دلیلیں جن میں آیات قرآنی بھی ہیں اور احادیث صحیحہ بھی ہیں اور ان کا کوئی معارض بھی نہیں ہے اور اخبار مذکور کو وعید و تہدید پر خیال کر کے کراہت پر محمول کرنا شاہد کا محتاج ہے اور شاہد موجود نہیں لہٰذا کوئی عقل مند اس کی حرمت سے انکار نہیں کر سکتا۔

بالفرض اگر داڑھی منڈانا جائز ہوتا تو کوئی حدیث کسی بھی معصوم سے کہیں تو اجازت ملتی۔ یا حضرات معصومینؑ انبیاء مرسلینؑ و آئمہ علیہم السلام میں سے کسی نے تو کسی وقت (معاذ اللہ) داڑھی منڈائی ہوتی۔ جس طرح بعض مکروہات پر عمل اس وجہ سے کر کے بتلایا ہے کہ یہ جائز ہے۔

خیر ان کے مراتب بہت بلند ہیں، ان بزرگوں کے اصحاب خاص بلکہ علماء متبعون اور دیگر پابند مذہب کی کوئی مثال پیش کر دے کہ اس نے داڑھی منڈائی ہو، بلکہ کسی مجتہد جامع الشرائط نے جواز کا فتویٰ دیا ہو، تو وہ پیش کر دے۔ اس کے علاوہ علماء کرام

کے فتاویٰ پر نظر کی جائے تو ہر طرف متفق اللفظ حرمت کا فتویٰ ملے گا۔ جس طرح جناب شیخ حر عاملی نے "ہدایہ" اور "وسائل" میں شیخ یوسف بحرانی نے "حدائق" میں آخوند مجلسی نے "حلیۃ المتقین" میں علامہ مجلسی نے ملا محمد تقی نے "روضۃ المتقین" میں شیخ جعفر نجفی نے "کشف الغطا" میں محقق نے "معراج الاصول" میں شیخ مرتضیٰ شوستری اور حاجی ملا حسین خلیل طہرانی اور سرکار مرزا محمد حسن شیرازی اور سید محمد کاظم طباطبائی نے "مجمع المسائل" اور اس کے حواشی میں دیگر علماء نے اپنی اپنی کتابوں میں، سب نے حرمت کا فتویٰ دیا ہے۔ آقائے سید اسمٰعیل صدر نے فرمایا۔

"ہر کہ فرماید حلق لحیہ حرام نیست، یا سواد علمی ندارد، یا اظہار فضیلت می خواہد۔"

یعنی: (جو کہتا ہے کہ داڑھی مونڈنا حرام نہیں ہے وہ یا علمی قابلیت نہیں رکھتا یا اپنی فضیلت کا اظہار کرنا چاہتا ہے۔)

فاضل قاسانی نے "مفاتیح" میں فرمایا ہے کہ

"جن افعال کا گناہ اور معصیت ہونا نص سے ثابت ہے۔ داڑھی بھی انہی گناہوں میں شامل ہے۔"

بعض علماء نے اجماع کا ذکر کیا ہے جو ممکن ہے بلکہ متقدمین اور متاخرین میں کوئی معتبر عالم ایسا معلوم نہیں ہوتا جس نے صاف طریقے سے داڑھی منڈانے کی اجازت دی ہو۔

شہید علیہ الرحمہ نے "قواعد" کے باب میں "الخنثیٰ" میں لکھا ہے کہ:

(ترجمہ) "خنثیٰ الشکل اگر صاحب ریش ہو جائے تو اس کو بھی منڈانا جائز نہیں۔ اس لیے ممکن ہے کہ وہ مرد ہو۔" اس سے معلوم ہوا کہ داڑھی منڈانے کی حرمت ایسا شدید حکم ہے کہ محض احتمال رجولیت کی صورت میں بھی جاری ہے۔ لیکن جن لوگوں کا مرد ہونا یقینی ہے، ان کے لیے حکم حرمت بدرجہ اولیٰ ثابت ہوگا۔

تنبیہ

گناہ اگرچہ چھوٹے سے چھوٹا بھی ہو، چونکہ خدائے قہار کی مخالفت ہے وہ بھی عظیم ہے اور اس لیے بعض اہل علم ہر گناہ کو گناہ کبیرہ تصور کرتے ہیں لیکن جو معاصی درحقیقت کبیرہ ہیں، ان کا عمل میں لانا درحقیقت نہایت سخت گناہ ہے اور صغائر پر اصرار کرنا اور بے دھڑک ان کا مرتکب ہوتے رہنا بھی بالاتفاق کبائر میں داخل ہو جاتا ہے اور کبائر کا مرتکب و صغائر پر اصرار کرنے والا شارع (شریعت) کی نظر میں فاسق ہے۔ عدالت ساقط ہو جاتی ہے۔ گواہی مقبول نہیں ہوتی اور تجاہر بالفسوق یعنی بے پردہ و بے حجاب گناہ کرنا اور کھلم کھلا معصیت بجالانا بدترین معاصی ہے۔ یہاں تک کہ ایسے شخص کی غیبت بھی جائز ہو جاتی ہے اور سبب اس کا یہ ہے کہ جب بندے نے اسلام کی ہتک حرمت اور ناموس شریعت کی پردہ دری کی تو شریعت نے بھی اس کی پردہ پوشی سے دست برداری کر لی ہے اور اس کی معصیت کا لوگوں کے سامنے بیان کر دینا اور اس کے گناہ کا ظاہر کر دینا جائز کر دیا۔

•

ریش تراش لوگوں کے لیے شرم کا مقام ہے کہ وہ متجاہر بالفسوق (بے پردہ گناہ کرنے والا) گروہ کے افراد میں شامل ہو کر دین حق کی عزت برباد کرتے ہیں اور تجاہر بالفسوق کی بدترین افراد میں شامل ہوتے ہیں ؛ اسی لیے کہ دوسرے معاصی تو ظاہر کرنے سے ظاہر ہوتے ہیں اور یہ ایسا گناہ ہے جو چھپائے بھی نہیں چھپ سکتا۔ جب سامنا ہوگا چہرے پر نظر پڑتے ہی معلوم ہو جائے گا کہ یہ شخص دین اسلام سے روگرداں اور شریعت کی پابندی سے روگرداں ہے۔ ان لوگوں کو اگر حضرات معصومینؑ کی بارگاہ میں حاضری کی تمنا ہے تو کم از کم اتنا تو سوچیں کہ ہم کیا منہ لے کر جائیں گے اور کیا صورت ان حضرات کو دکھائیں گے۔

اس سے بھی بالاتر یہ بات ہے کہ ریش تراشی ایک قسم کا خدا سے مقابلہ ہے کہ خدا تو برابر داڑھی پیدا کرتا ہے اور بندہ ہر مرتبہ اس کے مونڈنے منڈانے پر آمادہ رہتا ہے۔ گویا خدا کے اس مصلحت آمیز فعل کو یہ شخص نامناسب و ناموزوں اور خلاف مصلحت سمجھتا ہے۔

اعادنا اللہ من ذالک بحق محمد و الہ الکرام

اب ہم آخر میں ریش تراشی کے معائب یکجا کر کے لکھ دیتے ہیں، تا کہ قارئین پر اس کا اثر ہو اور وہ خدا سے ڈریں۔

داڑھی منڈانے میں چودہ قباحتیں

(۱) حنفیت کی مخالفت (۲) فطرت کی مخالفت

(۳) یہود سے تشبیہ (۴) مجوس سے تشبیہ

(۵) عورتوں سے تشبیہ (۶) قوم لوطؑ سے تشبیہ

(۷) مثلہ (۸) لعنت خدا کا عائد ہونا

(۹) رسولؐ کے گروہ سے جدائی (۱۰) مسخ ہو جانے کا اندیشہ

(۱۱) رسول خداؐ کی روگردانی (۱۲) ویل (لعنت) کا استحقاق

(۱۳) تجاہر بالفسوق (۱۴) حکم خدا کا مقابلہ

یہ سب بیانات سابقہ کا خلاصہ ہے۔

سوال : داڑھی کی حد بیان فرمایئے؟

جواب : منڈانا اور اس قدر کتروانا کہ مثل منڈانے کے ہو جائے حرام ہے اور ایک قبضہ سے بڑھانا ممنوع ہے اور قبضہ سے کم رکھنا یہاں تک عرفاً صدق ہوتا ہو جائز ہے اور اصل مقدار سے زائد قبضہ کی حد تک سنت ہے اور بغیر قصد اصلاح، نہ کتروانا اولی ہے۔ (واللہ اعلم)

سوال: بعض مقامات سے منڈانا جس طرح ٹھڈی ہی منڈاتے ہیں اور قلمیں باقی رکھتے ہیں یا بالعکس جائز ہے یا نہیں؟

جواب: یہ بھی نا جائز ہے۔ اس لیے کہ حلق لحیہ میں کل اور بعض کی قید نہیں۔ مطلقاً حرام ہے۔ البتہ رخسار اور لب زیریں کے نیچے کے بال مستثنیٰ ہیں۔ جعفریات میں ہے کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا۔

"لیا خذ امر کم من شعر صد غیھو من عارض لحیہ"

یعنی (کنپٹیوں اور رخساروں کے بال صاف کرو)

"دعائم الاسلام" میں جناب امیر المومنینؑ سے مروی ہے کہ

"خلوا من شعر صدغین و من عارض اللحیہ وما جائز العنقۃ من مقدمھا"

یعنی (کنپٹیوں اور رخساروں کے بال جو گردن سے تجاوز کر گئے ہوں ان کو صاف کرو)

داڑھی منڈانے کی بعض قباحتیں معلوم ہونے کے بعد اسی کے ذیل میں یہ بات بھی سمجھنا چاہیے کہ خدائے پاک چونکہ خود جمیل ہے وہ جمال و زینت کو بہت پسند کرتا ہے۔ جس طرح اس نے جانوروں میں نر کو جوان ہونے پر ریشہائے رنگا رنگ اور نقش ہائے گونا گوں سے آراستہ فرمایا ہے، اسی طرح انسان جب شباب کی منزل پر پہنچتا ہے تو مردوں کے چہروں کو داڑھی سے زینت بخشی اور قسم قسم کے نباتات اگائے جس سے وہ اپنے جسم کی پوشاک بنائے۔

سورۃ الاعراف آیت (۲۶) میں ارشاد ہوا۔

"یا بنی آدم قد انزلنا علیکم لباسا یواری سواٰتکم و ریشا"

یعنی (اے آدم کی اولاد! ہم نے تمہارے اوپر لباس اتارا جو تمہارے ستر کو چھپاتا ہے اور زینت کی چیزیں نازل فرمائیں)

یعنی ایسی ایسی اشیاء پیدا کر دیں جن کے ذریعہ اپنی عقل و ذہانت کے ساتھ قسم قسم کے لباس بناؤ اور مال و متاع عطا فرمائے جن سے تم اپنے کو مزین کرو، خاص کر جب اس کے دربار میں حاضری دینا ہو، یعنی نماز کے لیے امادہ ہو تو ضروری لباس کے ساتھ خود اپنے کو مزید آراستہ و پیراستہ کرنا اور خوشبو لگانا، عمامہ اور عبا وغیرہ سے ملبوس ہونا سنت قرار دیا اور اسی (سورۃ الاعراف آیت ۳۱) میں مزید تاکید فرمائی۔

"یا بنی ادم خذوا زینتکم عند کل مسجد"

یعنی (اے آدم کی اولاد ہر نماز کے وقت بن سنور کر نکھر جایا کرو)

چنانچہ امام حسن علیہ السلام جب نماز کے لیے تیار ہوتے تو بہت نفیس کپڑے زیب تن فرماتے۔ اگر کوئی پوچھتا تو فرماتے "**اللہ جمیل یحب الجمال**" یعنی خدائے تعالیٰ جمیل ہے جو جمال کو پسند فرماتا ہے۔

بننا سنورنا اگرچہ فطرت انسانی میں داخل ہے ہر ایک کا دل چاہتا ہے کہ میں صاف ستھرا رہوں، باوجود اس کے خداوند عالم نے کپڑا پہننے، نہانے دھونے، کنگھی کرنے وغیرہ کے طریقے بھی تعلیم فرمائے۔ مزید ترغیب کے لیے ہر عمل پر ثواب واجر بھی بیان فرمادیئے جن کی فہرست طویل ہے۔ ان میں چند کا ذکر کیا جاتا ہے۔ ان احکام دینی میں یہ راز بھی مضمر ہے کہ انسان اپنے جسم کے لیے بھی مطلق العنان نہیں ہے جس نے اس کو پیدا کیا ہے اسی کے حکم کے مطابق اس کے حرکات وسکنات ہوں اور اسی کے منشاء کے مطابق لباس وزینت ہو۔

چنانچہ کم از کم ہر جمعرات یا جمعہ کو سر اور داڑھی وغیرہ کے بالوں کی اصلاح کرے۔ ضرورت ہو یا نہ ہو جمعہ کے دن غسل ضرور کرے۔ لباس فاخرہ پہنے، لیکن بالوں اور داڑھی کی اصلاح بھی مطابق حکم خدا ہو۔ لباس کی وضع قطع مطابق حکم پروردگار ہو تو جسم وروح کی فرحت وصحت کے ساتھ آخرت کا اجر بھی ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ غسل جمعہ پاکیزہ کرنے والا ہے اور جمعہ سے دوسرے جمعہ تک گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے۔ غسل کے وقت دعا پڑھیں جو وظائف کی کتب میں مذکور ہے۔

لباس کے متعلق حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس وقت خداوند عالم کوئی نعمت اپنے بندے کو دیتا ہے۔ اگر اس نعمت کا اثر اس شخص پر ظاہر ہوگا تو اس کو خدا کا دوست کہیں گے۔ وہ اپنے پروردگار کی نعمت کو یاد کرنے والا سمجھا جائے گا اور اگر نعمت کا اثر ظاہر نہ ہوگا تو وہ اس نعمت کو جھٹلانے والا ہوگا اور وہ خدا کے دشمنوں میں شمار ہوگا۔

لیکن مردوں کو خالص ریشم اور سونے سے بنا ہوا لباس پہننا حرام ہے، بلکہ سونے کی ہر چیز پہننا حرام ہے۔ البتہ عورتوں کے لیے جائز ہے۔ اسی طرح مردوں کو عورتوں کا لباس اور عورتوں کو مردوں کا لباس مخصوص پہننا حرام ہے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ خداوند عالم نے ایک پیغمبر کو وحی بھیجی کہ مومنوں سے کہہ دو کہ میرے دشمن کی پوشاک نہ پہنیں، میرے دشمنوں کا کھانا نہ کھائیں، میرے دشمنوں جیسا طریقہ اختیار نہ کریں کیونکہ یہ بھی انہی کی مانند ہو جائیں گے اور پاجامے کو کھڑے ہو کر نہ پہننا چاہئے کیونکہ روایت میں ہے کہ تین دن تک اس کی حاجت پوری نہیں ہوتی، پاجامہ کھڑے ہو کر پہننا غم والم کا باعث ہوتا ہے۔

نیز امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص نیا کپڑا پہنے تو کہے لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ سب آفتوں سے نجات پائے گا اور جب تک اس کپڑے کا تار باقی رہے زمانہ خوشی سے گزرے گا اور جب لباس اتارو بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھو تا کہ جنات سے محفوظ رہو۔

کپڑے کا عمدہ رنگ سفید ہے، پھر زرد، پھر سبز، پھر گلابی اور سوائے عمامے اور قبا اور موزوں کے سیاہ لباس مکروہ ہے۔ جوتا بھی سیاہ نہ ہو کہ اندوہ غم کا باعث ہوتا ہے جوتے کا عمدہ رنگ زرد ہے۔ بعد ازاں سفید ہے۔

خمس کا بیان

من جملہ ان اعمال کے جن سے روگردانی کی گئی ہے۔ علی الخصوص ہندوستان اور پاکستان کے مومنین اکثر غافل اور اس کے احکام سے جہالت میں رہتے ہیں وہ خمس ہے جو بعنوان حق حکومت ہے۔ نص صریح قرآن شریف سے تین حکومتیں ظاہر ہیں جو آیت ولایت ''انما ولیکم اللہ... الخ سے ثابت اور تسلیم شدہ ہیں۔ چنانچہ خمس

بھی بلحاظ حکومت تین کا حصہ جدا جدا بیان کیا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو آیت مبارکہ

واعلمو انما غنمتم من شئی فان للہ خمسہ والرسول و لذی القربی الیتمی المساکین وابن السبیل ان کنتم امنتم باللہ وما انزلنا علی عبدنا یوم الفرقان یوم التقی الجمن واللہ علی کل شئی قدیر

یعنی: (جان لو کہ تم جو فائدہ حاصل کرو، پس اس میں سے پانچواں حصہ بالخصوص اللہ کا ہے اور خاص رسول کا ہے اور خاص ذوی القربی کا یعنی امام وقت کا اور باقی آل محمدؐ کے یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کا ہے۔ اگر تم خدا پر اور (اس غیبی امداد) پر ایمان لا چکے ہو جو ہم نے اپنے بندے پر فیصلے کے دن (جنگ بدر میں) نازل کی تھی، جس دن دو جماعتیں (مسلمانوں اور کافروں کی) آپس میں گتھ گئی تھیں)

آیت کے ظاہری الفاظ بتا رہے ہیں کہ اگر اللہ پر اور اس کی غیبی مدد پر ایمان ہے تو خمس ادا کرنا لازم و واجب ہے اور جس کے ایمان اور اعتقاد میں ضعف ہے وہ خمس کی طرف متوجہ نہ ہوگا۔

ہمارے علمائے کرام نے اس کی حقیقت یوں ارشاد فرمائی کہ

الخمس وھو من الفرائض قد جعلھا اللہ تعالیٰ لمحمد وذریتہ عوضاً من الزکو ۱۰۱ کرماً لھم ومن منع منہ درھماً اواخل کان من الطاغین۔ لھم والنا صبین لحقھم بل من کان مستحلا لذالک کان من الکافرین

یعنی خمس فرائض میں سے ہے اور اللہ نے اس کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور ان کی ذریت کے لیے قرار دیا ہے۔ زکواۃ کے عوض میں ان کی عزت و احترام کے لحاظ سے جو اس میں ایک درھم بھی منع کرے یا حلال سمجھے۔ (یعنی خمس کا منکر ہو) وہ کافرین میں سے ہے۔

نیز حدیث شریف میں ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے۔

لا یحل لا حدان یشتری من الخمس شیاء ختی یصل الینا حقنا

یعنی کسی کے لیے یہ حلال نہیں ہے کہ وہ خمس سے کچھ خریدے جب تک ہمارا حق ہم تک نہ پہنچادے۔

ان کے علاوہ بہت سی احادیث ہیں جن میں خمس نہ دینے کا عذاب اور خمس ادا کرنے پر اجر عظیم اور مقبولیت عبادات کی بشارت دی گئی ہے جن کو یہاں گنجائش نہ ہونے کے سبب نقل نہیں کیا جاسکا۔

خمس نکالنے کی دو صورتیں ہیں۔

اول یہ کہ اسلامی مہینوں کے حساب سے جس دن وہ برسر روزگار ہوا ہو، اگر یاد نہ ہو تو اندازاً کوئی تاریخ متعین کرلے، سال گذرنے پر جب وہ تاریخ آئے تو اپنی آمدوخرچ کا حساب کرنے جو کچھ ان میں سے بچ جائے اس کا پانچواں حصہ نکالے اور مذکورہ چھ حصوں پر تقسیم کرے۔ پہلے تین حصے خدا، رسولؐ اور امام کا حق ہے یہ تینوں حصے مجہد جامع الشرائط، بلکہ اپنے مقلد (اعلم) کے حوالے کرے اور باقی تین حصے ازخود سادات مستحقین میں تقسیم کئے جاسکتے ہیں اور وہ بھی کسی عالم معتبر کو دے دے (یا اپنے اعلم (مقلد) کے مطابق عمل کرے) زیادہ مناسب یہی ہے۔

دوسرا طریقہ: تاریخ معین سال گزرنے کے بعد جب آئے تو اپنے گھر کی تمام اشیاء کو جو بالکل استعمال میں نہ آئی ہوں، دیکھے مثلاً اناج اور نیا لباس وغیرہ۔ اس میں پانچواں حصہ نکالے یا ان سب کی قیمت لگا کر اس کا پانچواں حصہ نکالے۔

''والسلام علی من اتبع الھدیٰ''

آخر میں دعا ہے کہ خدا ہم سب کو اعمال صالحہ بجالانے کی توفیق عطا فرمائے اور احکام شریعت کی طرف متوجہ فرمائے اور ہمارا حشر محمد وآل محمد علیھم الصلوۃ والسلام کے ساتھ فرمائے۔

الاحقر

سید انیس الحسنین رضوی

نقشہ مخارج حروف مشتبہ

حروف مشتبہ ۱۳ ہیں۔

	ت	اوپر کے دانتوں کی جڑ سے زبان کی نوک لگا کر نرمی سے نکلتی ہے۔
	ط	اوپر کے دانتوں کی جڑ سے زبان کی نوک لگا کر سختی سے نکلتی ہے۔
۳	ث	اوپر کے دانتوں کے سروں سے زبان کی نوک لگا کر نرمی سے نکلتی ہے۔
۴	س	دانتوں کے بیچ سے یعنی دونوں دانت بند کر کے زبان کی نوک لگا کر سیٹی کے ساتھ نکلتا ہے۔
۵	ص	دانتوں کے بیچ سے سخت آواز کے ساتھ نکلتی ہے۔
	ح	حلق کے بیچ سے سخت آواز کے ساتھ نکلتی ہے۔
۷	ہ	حلق کے شروع سے شل ہوا کے نکلتی ہے۔
۸	ذ	اوپر کے دانتوں کے سروں سے زبان کی نوک لگا کر نرمی سے نکلتی ہے۔
	ز	دانتوں کے بیچ سے زبان کی نوک لگا کر سیٹی کے ساتھ نکلتی ہے۔
۱۰	ض	اوپر کی داڑھوں سے زبان کا کنارا لگا کر کھینچ کر نکلتی ہے۔
۱۱	ظ	اوپر کے دانتوں کے سروں سے زبان کی نوک لگا کر بھری ہوئی آواز کے ساتھ نکلتی ہے۔
۱۲	ع	حلق کے بیچ سے سخت آواز کے ساتھ نکلتی ہے۔
۱۳	ء	حلق کے شروع سے جھٹکے کے ساتھ نکلتا ہے۔

رموز اوقاف قرآن

علامتیں	نام	تعریفات
○	وقف تام:	جہاں الفاظ اور مطلب پورا ہو جائے، یہاں ٹھہرنا چاہیے۔
م	وقف لازم:	یہاں ضرور ٹھہرا جائے کہیں واجب بھی ہو جاتا ہے۔
ط	وقف مطلق:	یہاں الفاظ پورے ہو جاتے ہیں لیکن مطلب پورا نہیں ہوتا یہاں ٹھہرنا بہتر ہے۔
ج	وقف:	جائز یہاں ٹھہرنا بہتر ہے اور نہ ٹھہرنا بھی بہتر ہے۔
ز	وقف مجوز:	یعنی بعض نے تجویز کیا ہے نہ ٹھہرنا بہتر ہے۔
ص	وقف مرخص:	تھکے ہوئے کیلئے رخصت ہے وقف کرے یعنی ٹھہرنا جائز ہے لیکن وصل (ملا کر) پڑھنا بہتر ہے۔
صلے	الوصل اولیٰ:	(ملا کر) پڑھنا اولیٰ ہے۔
ق	قیل کا خلاصہ	وقف (ٹھہرنا) اچھا ہے لیکن بعض کے نزدیک وصل یعنی نہ ٹھہرنا اچھا ہے۔
صل	قد یوصل:	کبھی وقف کبھی وصل لیکن وقف بہتر ہے۔
قف	ٹھہرو:	ٹھہر جاؤ لیکن وصل کا بھی احتمال ہے۔
س	سکتہ:	تھوڑا سا ٹھہرنا کہ سانس نہ ٹوٹے۔
لا	وقف قبیح:	عبارت کے اندر ہر گز نہ ٹھہریے آیت کے اوپر ہو تو اختلاف ہے۔
ک	کذالک:	جو اس سے پہلے ہے وہی ہے۔

قرآن مجید کے سجدوں کا بیان

تمام قرآن مجید میں پندرہ جگہ سجدہ ہوتا ہے اس میں سے چار جگہ واجب ہے ان مندرجہ ذیل آیتوں کو پڑھنے یا غور سے سننے پر سجدہ کرنا واجب ہو جاتا ہے۔

نمبرا۔ ۲۱ پارہ میں سورہ سجدہ کی آیت نمبر۱۵ لا یستکبرون ختم کر کے سجدہ واجب ہے۔

نمبر۲۔ ۲۴ پارہ میں سورہ حم سجدہ جس کو سورہ فصلت بھی کہتے ہیں اس کی آیت ۳۷ تا ایاہ تعبدون کو ختم کر کے سجدہ واجب ہے۔

نمبر۳۔ سورہ النجم کی آخری آیت ۶۲ واعبدوا کو ختم کر کے سجدہ واجب ہے۔

نمبر۴۔ ۳۰ پارہ سورۃ العلق کی آخری آیت ۱۹ واقترب کو ختم کر کے سجدہ واجب ہے باقی ۱۱ جگہ سجدہ کرنا سنت ہے۔ اس سجدہ کو سجدہ تلاوت کہتے ہیں اس میں صرف ساتوں عضوؤں کو ٹکانا ضروری ہے اور پیشانی کو سجدہ گاہ پر یا اس چیز پر جس پر سجدہ کرنا جائز ہے رکھنا لازمی ہے۔ لیکن اس میں کسی دعا وغیرہ کا پڑھنا ضروری نہیں البتہ سنت یہ ہے کہ دعا پڑھے مرد اس طرح پڑھیں۔

لا الہ الا حقا حقا لا الہ الا اللہ ایمانا و تصدیقا سجدت لک یا رب تعبدا الا مستنکفا و لا مستکبر ابل انا عبد دلیل خائف مستجیر

منقبت

علی آذر

تم پہ اے مولا علیؑ یہ زندگی قربان ہو
میں تمہارا نام لوں اور کام ہر آسان ہو

اور کیا پہچان مجھ کو چاہیئے میرے خدا
میں ہوں دیوانہ علیؑ کا یہ میری پہچان ہو

مانتا ہے تو اے رب جو میرا محبوب ہے
اے نصیریؔ تجھ کو یہ کیسے کہوں نادان ہو

یاد رکھنا نام شیرِ کبریاؑ کا لحد میں
چاہتا ہے تو فرشتوں کا اگر مہمان ہو

کیسے آئیگا سمجھ میں تیرے وہ مظہرِ خداؑ
چاہیئے اِس کے لئے ایمان ہو اِیقان ہو

رکھنا سانسوں میں بسا کے خوشبوئے مولا علی
بس یہی اے دوستو اپنا دنیا کا سامان ہو

کھول کر تاریخ کے پنّے پڑھو تم غور سے
پھر علی کی شان سمجھو پھر کہو کیا شان ہو

یا علی مولا علی شیرِ خدا مشکل کشا
میری ساری نسلوں کی اس نام سے پروان ہو

ہے فقیرِ لافتیٰ پروا علی آذر کو کیا
یارو کوئی بادشاہ ہو یا کوئی سلطان ہو

مطبوعات تربیت اسلامی



Printed By: Aneesa Academy Cell: 0321-9977110